# روائع البیان تفسیر آیات الأحکام من القرآن میں شیخ محمد علی صابونی کے منہج کا تحقیقی مطالعہ

# The Research Study of the Methodology of Sheikh Muhammad Ali Sabūnī in Rawā’i‘ al-Biyān Tafsīr Āyāt al-Aḥkām min al-Qur’ān

*ڈاکٹر حافظ محمد ارشد اقبال

**عطاء اللہ

## ABSTRACT

Sheikh Muhammad Ali Sabuni is one of the prominent scholars of the Quran in the modern age. He has summarized rulings derived from almost 65 Quranic verses in his Tafseer which contains two volumes. He endeavors to elucidate the meaning of these verses through eloquent Arabic poetry. He, being expedient, logically addresses the rationale by jurists of different schools of thought. He has stated different recitation styles as well as their connection and incidents behind the revelation of these verses in his authored book. After citing numerous jurists, Sabuni gives preference to the most influential quotations and advocates the ideas of former scholars instead of stating his own arguments. He discusses contradictory ideas but avoids criticism. Allama Sabuni’s Tafseer represents a canonical explanation of the Quran and is famous for its brevity, completeness, comprehensiveness as well as for the scholarly capabilities of the author. His Tafseer is an important contribution to other explanations of Quranic orders and rulings as well as it is beneficial for the intellectuals. Sheikh Sabuni adds words of verses required for reasoning as well as supporting the arguments and evades complete verse. Moreover, the Tafseer is without Israiliyat and Zaeef hadiths which is a tremendous act of virtue.

## KEYWORDS:

*Sheikh Muhammad Ali Sabuni, Interpretation, Methodology.*

*اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن و تفسیر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

**پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

# شیخ محمد علی الصابونی کا تعارف

شیخ محمد علی صابونی عصر حاضر میں اھل سنت علماء میں نامور مفسر شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ 1930ء کو شام کے شہر حلب میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد شیخ جمیلؒ حلب کے بڑے علمائے کرام میں سے تھے۔ خاندان کی قدر و منزلت آپ کے والد شیخ جمیلؒ کی وجہ سے تھی، اسی وجہ سے آپ کو حلب میں عقیدت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا[1]۔

آپ نے والد کی سرپرستی میں حصول علم کا سفر شروع کیا۔ علم سے محبت وراثت میں ملی تھی۔ اس لیے پہلے مرحلہ پر قرآن مجید کا حفظ مکمل کیا پھر مدرسہ التجاریہ اور بعد ازاں مدرسہ خسرویہ میں داخلہ لیا اور دینی و عصری علوم کی کتب پڑھیں[2]۔

## اساتذہ

شیخ محمد علی صابونی نے بہت سے اساتذہ سے کسب فیض کیا اور مختلف علوم و فنون میں ماہر ہوئے۔ چند معروف نام حسب ذیل ہیں:

1۔ شیخ نجیب سراجؒ 2۔ احمد الشماعؒ 3۔ محمد راغب الطباغؒ 4۔ محمد نجیب خیاطہؒ

5۔ شیخ محمد سعیدؒ 6۔ شیخ محمد السلقینی 7۔ شیخ محمد اسعدؒ 8۔ شیخ عبد اللہ حمادؒ

9۔ شیک زین العابدین الجذبہؒ

علامہ صابونی نے مختلف شرعی کالجوں میں دینی علوم، تفسیر، حدیث، فقہ، اصول وغیرہ کے ساتھ عصری علوم کیمیا، فزکس، الجبرا، ریاضی، جغرافیہ، تاریخ اور انگریزی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ آپ 1949ء میں علم تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، بلاغت، صرف و نحو اور دیگر علوم کو پڑھ کر فارغ التحصیل ہو گئے[3]۔ گریجویشن میں شاندار کامیابی پر سوریا (شام) کی وزارت اوقاف نے سکالرشپ پر انہیں جامعہ ازہر مصر بھیجا جہاں سے 1952ء میں آپ نے کلیہ الشرعیہ کی ڈگری حاصل کی۔ پھر 1954 کو آپ نے "الشہادۃ العالیہ فی القضا الشرعی" کی سند حاصل کی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد شیخ محمد علی صابونی نے اپنے علاقہ حلب کا رخ کیا اور 1962ء تک علم کی شمع روشن کرتے رہے۔ آپ نے آٹھ سال تک تدریس قرآن و حدیث کا فریضہ جاری رکھا اور پھر سعودی عرب جامعہ الملک عبد العزیز (سعودیہ) میں کلیہ عربی و علوم اسلامیہ میں لیکچرر تعینات ہو گئے۔ اس جامعہ میں آپ نے 28 سال تک قرآن و سنت کی خدمت کی اور ہزاروں طلبا نے آپ سے قرآن و حدیث کا علم سیکھا[4]۔ آپ کی علمی قابلیت کے پیش نظر جامعہ کے سربراہان نے قدیم مخطوطات آپ کے سپرد کیے تاکہ مزید تحقیق کر کے انھیں شائع کیا جائے۔ آپ نے "معانی القرآن" از امام ابو جعفر النحاس (م 338ھ) کی تخریج کرتے ہوئے چھ ضخیم جلدوں پر شائع کیا۔ قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنے کے جذبات ہمیشہ آپ کی پہلی ترجیح رہے اور دور جدید کے تقاضوں کے مطابق آپ نے ٹیلی ویژن پر تقریباً چھ سو پروگرامز ریکارڈ کروائے، اسی وجہ سے عالم

اسلام کی نامور علمی شخصیات کا انتخاب کرنے والی ایک تنظیم نے 2007ء میں دوبئی انٹرنیشنل قرآنک ایوارڈ کا مستحق بھی اسی مرد درویش کو قرار دیا[5]۔

## علامہ محمد علی صابونی کی تصانیف

علامہ محمد علی صابونی پچاس سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ آپ کی چند کتب کے نام حسب ذیل ہیں:

1۔ صفوۃ التفاسیر (تین جلدیں) 2۔ مختصر تفسیر ابن کثیر 3۔ تفسیر الواضح المسیر

4۔ فقہ العبادات فی ضوء الکتاب والسنہ 4۔ فقہ المعاملات فی ضوالکتاب والسنہ

7۔ روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن وغیرہ[6]

## تفسیر روائع البیان کا تعارف

تفسیر قرآن کی ابتداء دور رسالت سے ہوئی جو تا قیامت جاری رہے گی۔ سب سے پہلے تفسیر قرآن پر تصانیف کا سلسلہ خلافت بنوامیہ اور بنو عباس میں شروع ہوا۔ اس کے بعد اس فن پر آج تک کلامی، فقہی، سائنسی، نحوی، مناظراتی اور احکامی تفاسیر لکھی گئیں۔ ان تفاسیروں میں سے احکامات پر لکھی جانے والی تفاسیر میں معروف تفسیر "روائع البیان" بھی ہے جسے علامہ صابونی نے مدون کیا ہے۔ شیخ محمد علی صابونی نے اس کا پورا نام "روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن" تجویز کیا ہے۔ تفسیر کے نام سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس میں شیخ محمد علی صابونی نے آیات قرآنیہ سے مستنبط ہونے والے احکام کو ذکر کیا ہے۔ یہ تفسیر اپنے اختصار، جامعیت اور علمی جلالت کی بدولت دنیائے اسلام کی جامعات میں مجوزہ نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہے۔ یہ تفسیر در حقیقت شیخ محمد علی صابونی کے وہ دروس ہیں جو انہوں نے مکہ مکرمہ کے کلیہ الشرعیہ میں دیئے ہیں۔ یہ تفسیر 1232 صفحات پر مشتمل ہے، ان لیکچرز کو 1970ء میں قلمبند کر کے شائع کیا گیا۔ 1391ھ میں یہ تفسیر مکمل ہوئی، کتاب کے شروع میں علامہ صابونی نے مقدمہ میں لکھا:

"ومامثلی الاکمثل انسان رأی جواهر واللآلی، ودررا ثمینة مبعثرة هنا وهناک، فجمعها ونظمها فی عقد واحد"[7]

"میری مثال ایسے شخص کی ہے جس نے جو جواہرات اور موتیوں کو بکھرا دیکھا تو انھیں یکجا کر دیا"[8]

علامہ صابونی مزید لکھتے ہیں:

وعشت فی هذا الجو الکریم مدة من الزمن، تبلغ عشرا من السنین، اخرجت فیها بعض الکتب التی کان من آخرها هذا الکتاب الذی سمیته «روائع البیان تفسیر آیات الأحکام من القرآن۔ [9]

"میں نے مکہ کی پر فضا ماحول میں ایک عرصہ گزرا ہے دس سال تک میں نے کتب کا مطالعہ کیا۔ اور (متقدمین) کی کتب سے احکام کو جمع کر کے ایک خاص انداز سے الگ کتاب میں جمع کیا جس کا نام روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن رکھا۔"

شیخ محمد علی الصابونی کی یہ تفسیر "روائع البیان تفسیر آیات الاحکام من القرآن" احکامی تفاسیر میں اپنی نوعیت کا منفرد علمی ذخیرہ ہے جو دو جلدوں پر مشتمل ہے:

**1۔ الجزء الاول**

المحاضرۃ الاولی تا المحاضرۃ الاربعون، سورۃ الفاتحہ تا سورۃ الحج تک کل چالیس محاضرات اور ۶۲۷ صفحات پر مشتمل ہے۔

**2۔ الجزء الثانی**

المحاضرۃ الاولی مقدمہ سورۃ النور تا المحاضرۃ الثلاثون، سورۃ المزمل کل تیس محاضرات اور ۶۳۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ مصنف نے تفسیر "روائع البیان" میں قرآن مجید کی صرف 20 سورتوں کی آیات کو آیات الاحکام میں شمار کرتے ہوئے ان کی آیات پر بحث کی ہے۔ وہ سورتیں درج ذیل ہیں:

سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرۃ کی بیس آیات، سورۃ آل عمران کی صرف ایک آیت، سورۃ النساء کی چھ آیات، سورۃ المائدہ کی تین آیات، سورۃ الانفال کی تین آیات، سورۃ التوبہ کی دو آیات، سورۃ الحج کی نو آیات، سورۃ لقمان کی صرف ایک آیت، سورۃ الاحزاب کی سات آیات، سورۃ سباء ایک آیت، سورۃ ص ایک آیت، سورۃ محمد کی دو آیات، سورۃ الحجرات کی ایک آیت، سورۃ الواقعہ کی ایک آیت، سورۃ المجادلہ کی دو آیات، سورۃ الممتحنہ کی ایک آیت، سورۃ الجمعۃ کی ایک آیت، سورۃ الطلاق کی دو آیات جبکہ سورۃ المزمل کی صرف ایک آیت شامل ہے۔

اس طرح علامہ صابونی کی اس کتاب میں قرآن مجید کی 65 سے 72 آیات کو آیات الاحکام قرار دے کر ان سے احکامات شرعیہ مستنبط کیے گئے ہیں۔ واضح رہے کہ روائع البیان میں علامہ صابونی نے صرف احکام کی آیات کو جمع کیا ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، قصص اور ترغیب وترھیب، معاملات اور عقود کی آیات کو شامل بحث نہیں رکھا۔

## تفسیر روائع البیان کی خصوصیات

### 1۔ التحلیل اللفظی کے عنوان سے معنیٰ کی وضاحت

علامہ محمد علی صابونی آیات قرآنیہ کی تفسیر سے احکام کے استنباط کی طرف جانے سے پہلے درج بالا عنوان قائم کرتے ہوئے الفاظ کے معانی بیان کرتے ہیں، معنیٰ کی وضاحت کرتے ہوئے لغت کی کتب کے ساتھ مفسرین کی آراء کو بھی بیان کرتے ہیں، ضرورت پڑنے پر حدیث کا حوالہ بھی دیتے ہیں اور عربی اشعار سے استدلال بھی کرتے ہیں۔ فاضل

مصنف نے عام مصنفین کے روایتی طریقہ کار سے ہٹ کر الفاظ کے معنیٰ کو بحوالہ ذکر کیا ہے۔ وہ معنیٰ کی لغوی وضاحت کرتے ہوئے لغت کی کتاب کا ضرور حوالہ ذکر کرتے ہیں تاکہ قاری کو معنیٰ کی ثقاہت پر پورا یقین رہے اور الفاظ قرآنی کو سمجھنے میں بھی آسانی ہو۔ سورۃ النساء کے ضمن میں تعدد زوجات کی حکمت واضح کرتے ہوئے لفظ یتیم کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الیتامی جمع یتیم وهو الذی فقد أباه مشتق من الیتم وهو الانفراد ومنه قال فی «اللسان»[10] : الیتیم: الذی یموت أبوه، والعجی: الذی تموت أمه، واللطیم: الذی یموت أبواه، وهو یتیم حتی یبلغ، فإذا بلغ زال عنه اسم الیتم.[11]

"لفظ یتامیٰ یتیم کی جمع ہے، اس کو کہتے ہیں جس کے والدین وفات پا گئے ہوں، لفظ "یتم" کے معنیٰ انفراد یعنی اکیلا رہ جانے کے ہیں۔ صاحب لسان العرب نے لکھا ہے: یتیم اس بچے کو کہتے ہیں جس کا والد فوت ہو جائے، جس کی ماں فوت ہو جائے اسے عجی کہا جاتا ہے، جس کے والدین فوت ہو جائیں اسے "لطیم" کہا جاتا ہے۔ وہ یتیم رہے گا یہاں تک کہ بالغ ہو جائے۔ جس بالغ ہو گیا تو اس پر یتیم کا اطلاق نہیں کیا جائے گا۔"

سورۃ احزاب میں "الطلاق قبل المساس" (چھونے سے قبل طلاق) کے عنوان کے ذیل میں لکھتے ہیں:

{نَكَحْتُمُ} یطلق النکاح تارة ویراد به العقد، ویطلق تارةً ویراد به الوطء. والمراد به هنا العقد باتفاق العلماء بدلیل قوله تعالى: {مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ} وأصل النکاح فی اللغة: الضمّ والجمع۔ قال القرطبی[12]:النکاح حقیقة فی الوطء. وتسمیة العقد نکاحاً لملابسته له من حیث أنه طریق إلیه. ونظیره تسمیتهم الخمر إثماً لأنها سبب فی اقتراف الإثم۔ [13]

"لفظ نکاح بول کر کبھی عقد مراد لیا جاتا ہے، کبھی وطی، البتہ اس فرمان خداوندی مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ سے بالاتفاق عقد مراد ہے، نکاح کا لغوی معنیٰ ہے "ملانا، جمع کرنا"۔ مفسر قرطبیؒ نے فرمایا: نکاح وطی کے معنیٰ میں حقیقت ہے، عقد کو نکاح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ وطی اس کا راستہ ہے، جس طرح شراب کو "اثم" کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ گناہ تک پہنچنے کا راستہ ہے۔"

لغوی معانی کا بیان تفسیر کا لازمی حصہ ہے، کیونکہ قرآن مجید کے بہت سارے الفاظ کا معنیٰ سمجھنا لغت کو سمجھنے پر موقوف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اہل علم نے اس پر مستقل تفاسیر تصنیف کی ہیں اور معنیٰ کے بیان پر اکتفا کیا ہے، تاہم علامہ صابونی نے اس معاملے میں نہایت اختصار سے کام لیا ہے، جہاں زیادہ ضرورت سمجھی، وہاں لغوی معنیٰ کو بیان کیا تاکہ قاری کو معنیٰ سمجھنے میں مشکلات پیش نہ آئیں اور اسے بحوالہ بیان کیا۔ سورۃ البقرۃ کے ضمن میں لکھتے ہیں:

الباغی فی اللغة: الطالب لخیر أو لشر ومنه حدیث «یا باغی الخیر أقبل» وخُصّ هنا بطالب الشر.قال الزجاج: البغی قصدُ الفساد، یقال: بغی الجرح إذا ترامی للفساد. وبغت المرأة إذا فجرت {عَادٍ} : اسم فاعل أصله من العدوان وهو الظلم ومجاوزة الحد.والمراد بالباغی من یأکل فوق حاجته، والعادی من یأکل هذه المحرمات وهو یجد غیرها.قال الطبری: «وأولی هذه الأقوال قول من قال: {فَمَنِ اضطر غَیرَ بَاغٍ} بأکله ما حرم علیه من أکله {وَلاَ عَادٍ} فی أکله وله فی غیره مما أحله الله له مندوحة وغنی [14].

"یعنی باغی لغت میں کہتے ہیں خیر یا شر کو تلاش کرنے والا، اور حدیث میں آتا ہے (اے خیر کے طلب گار آگے بڑھ) اور یہاں پر شر تلاش کرنے والے کے ساتھ مخصوص ہے۔ زجاج نے کہا: بغی سے مراد فساد کا ارادہ کرنا ہے بغی الجرح کہا جاتا ہے، جب فساد کے لیے تیر پھینکے جاتے ہیں اور بغت المرأة کہا جاتا ہے جب عورت بدکاری کرے۔ عاد: اسم فاعل ہے اس کی اصل عدوان سے ہے یعنی ظلم کرنا اور حد سے تجاوز کرنا۔ یہاں باغ سے مراد وہ شخص ہے جو ضرورت سے زائد کھاتا ہو، اور عاد سے مراد وہ شخص ہے جو حرام کردہ چیزوں کو کھاتا ہو جبکہ ان کے پاس ان محرمات کے علاوہ بھی موجود ہو۔ طبری نے کہا: ان اقوال میں بہتر قول اس کا ہے جس نے کہا {فَمَنِ اضطر غَیرَ بَاغٍ} مراد اس چیز کا کھانا ہے جس کا کھانا اس پر حرام ہو {ولا عاد} سے مراد یہ ہے کہ حرام چیز کا کھانا جب کہ اس کے پاس اس کے علاوہ وہ چیزیں بھی موجود ہوں جن کو اللہ نے حلال قرار دیا ہے اور اس کو وسعت اور تونگری عطا کی ہو۔"

## 2۔ اشعار عرب سے استدال

علامہ محمد علی صابونی نے کتاب میں جابجا عربی اشعار سے استدلال کرتے ہوئے معنیٰ کی وضاحت بھی کی ہے۔ قرآن مجید جس زمانہ میں نازل ہوا، اس دور میں جاہلی ادب بھی اپنے عروج پر تھا۔ عرب کے شعراء کی فصاحت اور بلاغت پوری دنیا میں معروف تھی۔ وہ اپنی بلاغت کی وجہ سے دنیا میں عرب، جبکہ باقی اقوام کو عجمی (گونگے) کہا کرتے تھے۔ اس وجہ سے عربی زبان کی فصاحت کا کسی کو انکار نہیں۔

## 3۔ آیت کا اجمالی معنیٰ بیان کرنا

علامہ محمد علی صابونی نے یہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ وہ آیت کا اجمالی مفہوم بیان کرتے ہیں جس کے تحت مفسرین کرام کی آراء، فقہائے کرام کے اختلافات اور ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں، پھر ان میں سے راجح اقوال کی نشاندہی بھی کرتے ہیں۔ فاضل مصنف اجمالی معنیٰ کے دوران پوری آیت کو ذکر کرنے کے بجائے صرف اس حصے کو ذکر کرتے ہیں

جس سے حکم شرعی پر استدلال کرتے ہیں اور اس اضافے کے لیے وہ "بشکل المقتضب" کا اضافہ بھی کرتے ہیں تاکہ واضح ہو کہ پوری آیت سے استدلال نہیں کیا گیا، بلکہ اسی مخصوص حصے سے استدلال کیا گیا ہے، جس کو ذکر کیا گیا ہے۔

## 4۔ سبب نزول بیان کرنا

آیات کے صحیح مفہوم تک پہنچنے کے لیے آیت یا سورت کے سبب نزول سے آگاہی بھی ضروری ہے۔ بعض اوقات شان نزول سے آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے قاری قرآن مجید کی آیت کا غلط مفہوم بھی مراد لے لیتا ہے۔ اس لیے شیخ محمد علی صابونی نے شان نزول کو بھی جابجا بیان کر کے مسئلہ واضح کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ سورۃ البقرۃ میں شان نزول کا عنوان قائم کرتے ہوئے نسخ کی بحث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

روی أن اليهود قالوا: ألا تعجبون لأمر محمداً؟ يأمر أصحابه بأمرٍ ثم ينهاهم عنه ويأمرهم بخلافه، ويقول اليوم قولاً ويرجع عنه غداً، فما هذا القرآن إلا كلام محمد يقوله من تلقاء نفسه، يناقض بعضه بعضاً [15] فنزلت مَا نَنسَخْ مِنْ آيةٍ أَوْ نُنسِهَا۔ [16]

"روایت کیا گیا ہے کہ یہودی کہنے لگے: کیا تمہیں محمد کے معاملے پر تعجب نہیں ہو رہا؟ اپنے ساتھیوں کو پہلے ایک کام کا حکم دیتا ہے، پھر انھیں منع کرتا ہے، اور اس کے برخلاف کا حکم دیدیتا ہے۔ آج ایک بات کہتا ہے، کل اس سے رجع کر لیتا ہے۔ یہ کلام تو بس محمد کا ذاتی ہے، جو وہ اپنی جانب سے کہتا ہے۔ جس کے بعض اجزاء بعض سے متصادم ہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔"

## 5۔ ربط آیات

علامہ صابونی روایتی طریقہ کے مطابق آیات قرآنیہ کا ربط بھی بیان کرتے ہیں، تاکہ آیات کا ماقبل سے مفہوم واضح ہو جائے اور "وجہ الاتباط" کو چوتھے نمبر پر بیان کرتے ہیں، البتہ بعض مواقع پر اجمالی معنیٰ بیان کرنے سے پہلے اور بعض جگہ میں اس کے بعد بیان کرتے ہیں۔

## 6۔ وجوہ الاعراب کو بیان کرنا

قرآت کے اختلاف کی وضاحت کے لیے علامہ صابونی نے یہ عنوان بھی قائم کیا ہے جس کے ذریعے قرآت کے متعلق مفسرین کی آراء کو ذکر کرتے ہیں۔

## 7۔ لطائف التفسیر

قرآن مجید کے اسرار ورموز کی وضاحت کے لیے فاضل مصنف نے یہ عنوان قائم کیا ہے، جس کے تحت علمی باریکیاں، قرآن کی فصاحت وبلاغت کے قوانین کو بیان کرتے ہیں۔

## 8۔ اقوال فقہاء کو ترجیح دینا

فقہی مسائل کو بیان کرنے میں علامہ صابونی کا رجحان یہ ہے کہ وہ شرعی مسئلہ ذکر کرتے ہیں اور اس کے متعلق فقہائے کرام کی آراء کا تذکرہ کرتے ہیں، ان میں راجح اقوال کی نشاندہی بھی کرتے ہیں[17]۔

شیخ محمد علی صابونی بحث کو مکمل کرنے کے لیے "ماترشد الیہ الآیات الکریمۃ بالاختصار" کا عنوان قائم کرتے ہیں اور اس کے ذیل میں آیت سے مستنبط ہونے والے احکام کو نمبروار بیان کرتے ہیں تاکہ قاری کے لیے سمجھنے میں آسانی ہو۔ یقیناان کا یہ اسلوب قاری کے لیے آیات کے فہم میں بہت معاون ومددگار ہے۔

## 9۔ اعتماد علی السلف اور راجح قول کی وضاحت

علامہ صابونی علمائے کرام کے اقوال کو جمع کرنے کے بعد راجح قول کی وضاحت بھی کرتے ہیں تاہم انھوں نے اپنی رائے کے اظہار کے بجائے علمائے امت کے اقوال کو ذکر کرتے ہوئے اعتماد علی السلف کا درس دیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

> وما كنت اسطرشيئا حتى اقرأ على خمسة عشر مرجعا من امهات المراجع فى التفسير، عدا عن مراجع اللغة والحديث، ثم اكتب هذه المحاضرات مع التنبيه الى المصادر التى نقلت عنها بكل دقة والامانة۔ [18]
>
> "جو کچھ میں لکھتا تھا، پہلے اسے لغت، حدیث کی کتب کے علاوہ پندرہ تفسیر کے بنیادی مراجع میں پڑھتا تھا، میں ان محاضرات کو لکھتا تھا ان مصادر وامراجع کا خیال کرتے ہوئے جن سے اخذ کرتا تھا، باریک بینی اور امانت داری کے ساتھ۔"

علامہ صابونیؒ نے اس موقع پر یہ اظہار بھی کیا ہے کہ میں یہ دعویٰ ہرگز نہیں کرتا کہ اس کتاب میں جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ میری کاوش ہے، بلکہ وہ سب قدیم اور جدید مفسرین کی آراء کا خلاصہ ہے۔

## 10۔ تنقید میں تنقیص سے اجتناب

اگرچہ علامہ صابونی نے فقہائے کرام کی آراء کے اختلاف کو ذکر کیا ہے، لیکن کسی رائے کی تنقیص نہیں کی بلکہ علمی، تحقیقی، مہارتی اور دیانتی طریقے سے معاصر علماء کی آراء کو پیش کیا ہے اور یہی اہل علم کا وطیرہ ہے۔ سید ابوالحسن ندویؒ لکھتے ہیں کہ یہ حقیقت ہے کہ اہل علم اور بحث و تحقیق کا سنجیدہ اور مخلصانہ کام کرنے والوں کا طبقہ ہمیشہ دوسرے ہم پیشہ اور ہم مذاق لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ فراخ دل وسیع النظر اور دوسرے کی محنت وکاوش کا اعتراف کرنے میں عالی

حوصلہ ہوتا ہے۔[19] علامہ صابونی جب کسی مسئلے پر تنقید کرتے ہیں تو معاصر تنقیدی نشتر برسانے کے بجائے جامع اور شائستہ الفاظ سے اپنا موقف واضح کرتے ہیں۔ آپ نے قرآن مجید کی آیت نکاح میں ان لوگوں پر تنقید کی ہے جو نکاح کے لیے نو عورتوں سے نکاح کے حلال ہونے کو قرآنی حکم قرار دیتے ہیں[20]۔

## 11۔ استنباط احکام میں احتیاط کا پہلو

احکامات شرعیہ کی وضاحت نہایت حساس اور مشکل عمل ہے، جو علمائے کرام سے حد درجہ احتیاط کا تقاضہ کرتا ہے۔ علمائے کرام کسی مسئلے پر لب کشائی کرتے ہیں یا تحریر کرتے ہیں، تو عوام ان مسائل پر عمل کرتی ہے۔ اس لیے علماء کی تحقیق امت کے لیے نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایسے حالات کا تقاضہ ہے کہ علماء دین اس حساس نوعیت کے کام کو احتیاط کے ساتھ انجام دیں۔

# نتائج مقالہ

1- شیخ محمد علی صابونی آیت کی تفسیر سے پہلے اہل لغات کی کتب سے استشہاد کرتے ہوئے لفظ کی تحلیلی بحث لکھتے ہوئے ایک ہی لفظ کے کئی کئی معانی بھی مرتب کرتے ہیں۔

2- مفسر "وجوۃ القراءات" کے عنوان سے ہر آیت کے بارے میں قراء کرام کی بحث تحریر کرتے ہیں اور وضاحت کرتے ہوئے آیات کا ماقبل سے ربط بیان کرتے ہیں۔

3- مفسر آیت سے احکام کا استنباط کرتے ہوئے سوال و جواب کی شکل میں بحث تحریر کرتے ہیں اور مختلف مفسرین کے اقوال کو درج کرتے ہیں تاکہ قاری کے ذہن میں دیگر مفسرین کے احکام کا ایک خاکہ تیار ہو جائے۔ تفسیر میں آیات کے مقصد و مضمون کو اختصار کے ساتھ مختلف نمبرات میں تحریر کرتے ہیں۔

4- علامہ محمد علی صابونی تفسیر میں آئمہ کرام کے مذاہب کے دلائل کو بھی بیان کرتے ہیں اور کئی جگہوں میں حنفی فقہاء کے اقوال کو راجح قرار دیتے ہیں۔ روائع البیان اسرائیلی روایات سے پاک ہے کیونکہ احکام کی وضاحت میں دلائل کی ضرورت ہوتی ہے نہ کہ ایسی مبہم روایات کی۔

5- تفسیر کا متکلمانہ انداز قاری کو تفسیر میں محو رکھتا ہے اور قاری دلچسپی سے تفسیر کا مطالعہ کرتا ہے اور تفسیر کے مطالعہ سے اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا۔ تفسیر میں طوالت سے اجتناب کیا گیا ہے صرف ضروری مسائل و مباحث کو نقل کیا گیا ہے گویا یہ تفسیر جامع اختصار کا مرقع ہے۔

# حواشی وحوالہ جات

1۔ محمد علی صابونی، التبیان فی علوم القرآن، ناشر مدرسہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، طبع 2001ء، ص،20

2۔ التبیان فی علوم القرآن، محمد علی صابونی، ص:21

3۔ ایضا، ص:22

4- https://shamela.ws/index.php/author/1318

5- The Muslim 500، The World's 500 Most Influential Muslims, 2013

6۔ شیخ ولی خان المظفر، اللمعان، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، س ن، ص:23

7۔ محمد علی الصابونی، روائع البیان تفسیر آیات الأحکام، الناشر: مکتبۃ الغزالی - دمشق، مؤسسۃ مناھل العرفان، بیروت الطبعۃ 1980 م، 12/1

8۔ محمد علی الصابونی، روائع البیان تفسیر آیات الأحکام، 1/ 14

9۔ ایضا، 1/ 64

10۔ صحابی رسول حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں۔ 630ھ کو قاھرہ یا طرابلس میں پیدا ہوئے۔ آپ کا شمار طرابلس کے اہل علم میں ہوتا ہے۔ قضاء کے منصب پر بھی فائز رہے۔

11۔ محمد الصابونی، روائع البیان تفسیر آیات الأحکام، 2/ 443

12۔ آپ کا شمار وقت کے صالح، زاھد وعابد علماء میں ھوتا ھے۔ آپ نے بارہ جلدوں پر تفسیر قرطبی لکھی، آپ کی کتاب کو تفاسیر کی کتب میں نمایاں مقام حاصل ہے، کئی اور کتب کی تالیف کی سعادت بھی حاصل کر چکے ہیں۔ شوال 671ھ کو آپ کی وفات ہوئی اور اسی دن دفن ہوئے۔

13۔ محمد علی الصابونی، روائع البیان تفسیر آیات الأحکام، 2/ 284

14۔ محمد علی الصابونی، روائع البیان تفسیر آیات الأحکام، 1/ 155

15۔ محمد علی الصابونی، روائع البیان تفسیر آیات الأحکام، 1/ 94

16۔ سورۃ البقرۃ: 2/ 106

17۔ مثالوں کے لیے ملاحظہ ہو: محمد علی الصابونی، روائع البیان تفسیر آیات الأحکام، 1/ 131-139

18۔ محمد علی الصابونی، روائع البیان تفسیر آیات الأحکام، 1/ 12

19۔ سید ابو الحسن علی الندویؒ، اسلامیات اور مغربی مستشرقین اور مسلمان مصنفین، دار المصنفین، اعظم گڑھ، طبع 2001، ص:5

20۔ محمد علی الصابونی، روائع البیان تفسیر آیات الأحکام، 1/ 427